چک سکندر میں احمدیوں کی عظیم قربانیوں کا ذکر
تین شہادتیں ہوئیں اور سو سے زائد گھر جلائے گئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ / جولائی ۱۹۸۹ء بمقام بیت الذکر طٰہٰ سنگاپور)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (البروج: ۲-۱۰)

امسال جو جماعت احمدیہ کی اگلی صدی کا پہلا سال ہے اور قربانیوں کی عید جس دن آئی وہ وہی دن ہے جس دن اس صدی کی بلکہ اس دور کی سب سے عظیم شہادت واقع ہوئی یعنی حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کو ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو شہید کیا گیا اس کے بعد یہ ہماری اگلی صدی کی پہلی قربانیوں کی عید کے دن بعینہ وہی تاریخ تھی اس وجہ سے میں نے عید کے خطبہ کا موضوع یہی شہادت بنایا اور میرے دل پر اس بات کا گہرا اثر تھا اور میں سمجھتا تھا کہ یقیناً اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی

حکمت اور پیغام ہے اور یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں۔ اسی وجہ سے اس خطبہ میں میں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہوسکتا ہے جماعت احمدیہ کو اس غرض کے لئے تیار کیا گیا ہو اور ذہنی طور پر ہماری توجہ اس طرف مبذول کروائی جارہی ہو کہ ہماری قربانیوں کا دور ابھی ختم نہیں ہوا اور جیسی شہادت حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید نے خدا کے حضور پیش کی تھی اسی قسم کی شہادتوں کا مطالبہ ابھی آسمان کی طرف سے جاری ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس میں ایک خوشخبری بھی ہے اور وہ خوشخبری بھی بہت ہی عظیم ہے۔

خوشخبری یہ ہے کہ عید جن قربانیوں کی یاد میں ہم مناتے ہیں اس قربانی اور ان قربانیوں کو جو اس پہلی قربانی کے نتیجے میں بعد میں پیدا ہوئیں ان کو اللہ تعالیٰ نے اجر کے بغیر نہیں چھوڑا بلکہ قربانیوں کی نسبت سے غیر معمولی اجر دنیا کو عطا فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اپنے ایک پیارے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہوئے تھے اس کے بدلے آپ کو تمام دنیا ہی کا نہیں تمام انبیاء کا باپ قرار دیا گیا۔

پس اس پہلو سے جہاں جماعت کو قربانیوں کے لئے تیار رہنے کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے وہاں یہ یقین بھی دلایا گیا ہے کہ کسی قیمت پر کسی صورت میں تمہاری قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی اور اللہ تعالیٰ تمہیں عظیم الشان پھل عطا کرے گا اور انہی قربانیوں کے نتیجے میں تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کے غلبہ کے سامان پیدا ہوں گے۔

عید کے خطبہ کے دوران مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ میرا یہ اندازہ اتنی جلد درست ثابت ہوگا جتنی جلد بعد کے حالات نے دکھایا کہ یہ اندازہ درست تھا۔ چنانچہ عید کے تین ایام ابھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ چک سکندر گجرات کو ایک ایسی عظیم الشان اور تاریخی قربانی پیش کرنے کا موقع عطا ہوا کہ جس کی مثال دنیا میں کم ملتی ہے۔

جماعت احمدیہ چک سکندر کی طرف سے گزشتہ کچھ عرصہ سے یعنی ایک سال سے بھی زائد عرصہ ہوا مسلسل اس بات کی اطلاعیں مل رہی تھیں کہ وہاں احمدیت کا دشمن نہایت گندے اور بھیانک منصوبے بنارہا ہے اور دن رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی جاتی ہے اور احمدیوں کو گلیوں میں چلتے ہوئے طعنے دے کر اور مختلف قسم کے تمسخر کا نشانہ بنا کر ذلیل و رسوا

کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بچیوں کو بھی چھیڑا جاتا ہے، لڑکوں کو اور بچوں کو بھی چھیڑا جاتا ہے اور بار بار جماعت کی طرف سے مجھے یہ اطلاع دیتے ہوئے اس خواہش کا اظہار بھی کیا گیا کہ ہمیں قربانی کی اجازت دی جائے۔ ہم زیادہ دیر تک اس قسم کی ذلت اور رسوائی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن چونکہ ہمیں امام کا حکم نہیں اس لئے ہم مجبور ہیں۔ تھوڑے ہیں تب بھی کوئی حرج نہیں ہم سب قربانی کے لئے حاضر ہیں صرف ہمیں اجازت چاہئے۔

چک سکندر میں جماعت احمدیہ کے حالات یہ ہیں کہ وہاں اکثر نوجوان گاؤں سے باہر جا چکے ہیں۔ چنانچہ جرمنی جب میں دورے پر گیا تو بہت سے میں نے نوجوان چک سکندر کے دیکھے ان میں سے ایک نوجوان جس کے کچھ عزیز پیچھے رہ گئے تھے بہت ہی دردناک طریق پر مجھ سے لپٹ کے رویا اور اس نے اس فکر کا اظہار کیا کہ یہاں میرا اس لئے دل نہیں لگ رہا کہ میرے ماں باپ یا کوئی عزیز جو اس نے بتائے چک سکندر میں ہیں اور ان کو شدید خطرہ ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی جا کر اپنی جان اس خطرے میں پیش کروں اور اگر ان کو بچانے کے لئے کچھ کوشش ہوسکتی ہے تو میں بھی کوشش کروں۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور جو قربانیاں جماعت کی خدا تعالیٰ نے پاکستان میں لینی ہیں اس تقدیر کو تو آپ بدل نہیں سکتے اس لئے آپ یہاں رہیں اور جو خدمت دین یہاں رہ کر سرانجام دے سکتے ہیں وہ ادا کرتے رہیں۔ چنانچہ وہ نوجوان میری اس نصیحت کے نتیجے میں واپس نہیں گئے۔

اس کے بعد جو حالات پیدا ہوئے ہیں ان میں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ چک سکندر میں سوائے چند بوڑھوں کے اور عورتوں اور بچوں کے الاّ ماشاء اللہ چند جوان بھی تھے باقی سب جماعت کمزوروں پر منحصر تھی اور اس کے باوجود ان کے خطوط سے قطعاً کسی قسم کے خوف کا کوئی بھی اظہار نہیں ہوا کبھی بھی نہیں ہوا بلکہ ہر خط سے غیر معمولی جرأت اور حوصلہ اور قربانی کی خواہش عیاں ہوتی تھی۔

پس خدا تعالیٰ کی یہ عجیب شان ہے کہ عید کے تین دن ابھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ جماعت کے مخالفین نے ایک ایسا بھیانک اور ظالمانہ منصوبہ جماعت کے خلاف بنایا اور اس پر عمل کیا کہ جو دنیا کے کسی اخلاقی معیار کی رو سے بھی کسی بھی انسان کو زیب نہیں دیتا خواہ وہ بھی کسی دنیا کے

کسی مذہب سے بھی تعلق رکھتا ہو یا کسی مذہب سے بھی تعلق نہ رکھتا ہو اور یہ جو نہایت ہی خوفناک بہیمانہ ذلیل حرکت کرنے کی ان کو توفیق ملی یہ قربانی کے دن ملی یعنی جس دن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بچے کی قربانی پیش کرنے کے لئے خدا کے حضور حاضر ہوئے تھے اس دن معصوموں کی قربانی لینے کا یہ بہیمانہ منصوبہ بنایا گیا اور اس واقعہ کا حضرت ابراہیمؑ کی قربانی سے ایک اور بھی تعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی آگ میں پھینک کر زندہ جلانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا اور اس گاؤں میں بھی سو سے زائد احمدی گھروں کو آگ لگا کر احمدیوں کو ان گھروں میں زندہ جلانے کا منصوبے بنایا گیا اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کی گئی۔

چنانچہ ۱۶ تاریخ کی صبح کو مینڈھوں کی لڑائی کے بہانے سارے گاؤں کو باہر اکٹھا کیا گیا اور سکیم یہ تھی کہ وہاں اکٹھے ہو کر سارے گاؤں کی ناکہ بندی کی جائے اور پھر جماعت پر حملہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر تھی کہ اس سکیم کا علم جماعت کو اس سے کچھ عرصہ پہلے اس طرح ہوا کہ ابھی وہ وہاں اکٹھے تھے کہ جماعت احمدیہ کے پریزیڈنٹ مظفر احمد صاحب کا وہاں سے گزر ہوا اور کچھ لوگ برداشت نہ کر سکے اور بجائے اس کے کہ انتظار کر کے جیسا کہ منصوبہ تھا اچانک حملہ ہوتا انہوں نے مظفر احمد صاحب پر پہلے حملہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ وہ جان بچا کر ان کے نرغے سے نکل کر گاؤں پہنچ گئے اور اس کے علاوہ باوجود اس کے کہ کثرت سے لوگ مقابل پر تھے اپنے مقابل کے ایک آدمی کو بھی انہوں نے زخمی کیا اور واپس پہنچ کر گاؤں میں جماعت کو متنبہ کر دیا کہ کیا ہونے والا ہے۔

چنانچہ جب یہ ناکہ بندی کر کے اور مختلف گروہ گاؤں سے نکلنے کے رستوں پر مقرر کر کے کہ کوئی احمدی بچ کے نکل نہ سکے واپس گاؤں میں پہنچ کر حملہ آور ہوئے تو جماعت احمدیہ اپنے دفاع کے لئے تیار تھی اور باوجود اس کے کہ ان کو میں نے مسلسل صبر ہی کی تلقین کی لیکن گزشتہ ایک خطبہ میں میں نے یہ بھی عام اعلان کر دیا تھا کہ میں اب آپ کو اپنے دفاع سے نہیں روکتا۔ صبر کریں جہاں تک ممکن ہے برداشت کریں گالیاں ذلت ہر چیز خدا کے نام پر برداشت کرتے چلے جائیں لیکن اگر آپ پر اور آپ کی عورتوں پر خصوصیت سے حملہ ہو تو ہرگز آپ نے اپنے دفاع کا حق نہیں چھوڑنا اور پھر جو بھی ہوگا خدا کی تقدیر چلے گی لیکن اپنے دفاع کے حق سے آپ باز نہیں آئیں گے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے باوجود اس کے کہ تعداد میں بہت تھوڑے تھے اکثر بوڑھے تھے اور عورتیں تھیں انہوں نے خدا کے فضل

سے ایسا دفاع کیا کہ گاؤں والوں کو اپنی کثرت کے باوجود یہ توفیق نہ ملی کے آگے بڑھ کر احمدی گھروں کو آگ لگا سکیں۔

چنانچہ اس وقت تک جس وقت پولیس وہاں پہنچی ہے اور یہ منصوبے کا دوسرا حصہ تھا کہ پولیس باقاعدہ پہنچ کر اپنی نگرانی میں جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچانے کی کارروائی جاری رکھوائے اور جماعت کو نہتا کر کے پھر ظالم دشمنوں کے سپرد ان کو کر دے یہ تھی دراصل سکیم۔ چنانچہ جب تک پولیس نہیں پہنچی اس وقت لڑائی کے نتیجے میں ایک غیر احمدی ہلاک ہو چکا تھا اور مقابل پر چند احمدی عورتیں زخمی ہوئی تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مردوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کی عورتیں دفاع کر رہی تھیں اور بڑی بہادری کے ساتھ وہ ڈٹی ہوئی تھیں اور ہرگز کسی ظالم کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ آگے بڑھ کر احمدیوں کے گھروں میں داخل ہو سکے۔

چنانچہ پہلے سے بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق پولیس فورس وہاں پہنچی اور اس کے ساتھ ایس۔ پی یعنی سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی ساتھ آیا اور ڈی۔ آئی۔ جی بھی وہاں پہنچا اور اسسٹنٹ کمشنر بھی پہنچا اور وہاں پہنچ کر انہوں نے پہلی کارروائی تو یہ کی کہ بعض احمدیوں کو ان کے گھروں سے اتارا اور نہتا کیا اور اس وقت ان پر دشمن نے فائرنگ کر کے ان کو موقع پہ شہید کیا۔ چنانچہ تین شہادتیں اس طرح ہوئیں کہ جو لڑائی کے دوران نہیں بلکہ پولیس کارروائی کے نتیجے میں پولیس کی نگرانی میں ان کو نہتا کرنے کے بعد دشمن کو موقع دیا گیا کہ ان پر فائرنگ کر کے ان کو ہلاک کرے۔ ان میں سے بھی جو فہرست ہے ایک ہیں نذیر احمد صاحب ساقی۔ ایک ہیں مکرم محمد رفیق صاحب ولد مولوی محمد خان صاحب اور ان میں سے بھی ایک بچی ہے یعنی عزیزہ نبیلہ بنت مکرم مشتاق احمد صاحب۔ تو یہ تین شہادتیں جو ہوئی ہیں یہ نہتا کرنے کے بعد پولیس نے یہ قتل کی کارروائی کروائی ہے۔ جب یہ ہو چکا اس کے بعد پولیس نے ہر گھر پہنچ کر جماعت احمدیہ کو نہتا کیا اور پھر عام ہلہ بولنے کی دوسروں کو دعوت دی۔ چنانچہ اب تک جو اطلاع ملی ہے ایک سو سے زائد احمدی گھر جلائے گئے اور جو مویشی احمدیوں کے تھے ان کو بھی ہلاک کیا گیا اور یہ عجیب بات ہے کہ عید کی قربانی کا یہ بہیمانہ تصور غیر احمدیوں نے اپنے اسلام کا دنیا کے سامنے پیش کیا کہ معصوم لوگوں کی جانیں عید والے دن لی جائیں اور ان کے گھروں کو آگ لگا کر انہیں زندہ جلانے کی کوشش کی جائے اور ان کے جانور ہلاک کئے جائیں تا کہ ان کی

معیشت کی جڑیں کاٹ دی جائیں۔ یہ بہیمانہ واقعہ تمام کا تمام پولیس کی نگرانی میں ہوا اس لئے اس کو فساد نہیں کہا جا سکتا بلکہ پولیس آپریشن کہنا زیادہ مناسب ہے ویسا ہی پولیس آپریشن ہے جیسا اس سے پہلے ننکانہ صاحب میں آپ لوگ دیکھ چکے ہیں کہ واقعہ ہوا تھا۔

اس واقعہ کے بعد وہاں کرفیو لگا دیا گیا اور جماعت احمدیہ کے کسی آدمی کو اب تک (یعنی جب سے میں یہ خطبہ دے رہا ہوں) اب تک وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی اور ہم نہیں جانتے کے اندر بعد میں کیا واقعات ہوئے ہیں لیکن جو اطلاعیں اب تک ملی ہیں ان کے مطابق پولیس کی کارروائی کے نتیجے میں تین آدمی شہید ہوئے اور پولیس کی کارروائی سے پہلے کل نو احمدی زخمی ہوئے تھے جن میں سے ایک ماسٹر عبدالرزاق صاحب ہیں ان کے پھیپھڑے میں گولی لگی اور ان کی حالت اس وقت تک خطرناک بتائی جارہی ہے اگر چہ آپریشن ہوا ہے۔ اللہ فضل فرمائے ان کو نئی زندگی عطا کرے۔ ایک مرد ہے جو زخمیوں میں شامل ہے آٹھ عورتیں ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پاکستان کے حوصلے کتنے عظیم الشان اور کتنے بلند ہیں اور پاکستان کی احمدی عورتیں بھی ان کے بڑے بڑے مردوں اور مرد کہلانے والوں کو شکست دے سکتی ہیں۔

جس دن یہ واقعہ ہوا ہے اس کی اطلاع آنے سے پہلے اسی دن مجھے انگلستان سے ڈاک موصول ہوئی جو پاکستان کی ڈاک انگلستان پہنچی تھی اور پھر ایک احمدی دوست مرزا عبدالرشید صاحب جواب یہ ڈاک لے کے آئیں ہیں وہاں ڈاک لے کر آئے ہوئے تھے۔ اس ڈاک سے مجھے پتا چلا کہ محمد رفیق صاحب جو شہید ہوئے ہیں وہ فوج میں حوالدار تھے اور رخصتوں پر آئے ہوئے تھے اور انہوں نے مجھے خط لکھا کہ یہاں کے حالات ایسے خطرناک ہیں میرا دل نہیں چاہتا کہ واپس جاؤں دعا کریں کے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے۔ چنانچہ ان کی شہادت کی دعا کی درخواست والا خط جس دن ملا ہے اس دن خدا کی تقدیر کے مطابق ان کو شہادت کا عظیم الشان رتبہ نصیب ہو چکا تھا۔

پس جہاں تک ہمارے شہیدوں کا تعلق ہے اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ وہ اپنی مراد کو پاگئے اور جیسا کہ میں نے گزشتہ ایک خطبہ میں ننکانہ صاحب کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اگر دشمن کا یہ وہم ہے کہ ایک ننکانہ کو جلانے کے نتیجے میں وہ جماعت احمدیہ کو خوفزدہ کر کے جماعت احمدیہ کو ارتداد پر مجبور کر دے گا تو وہ باطل خیال ہے، جھوٹا ہے، شیطانی وہم ہے۔ جماعت احمدیہ خدا

کے فضل سے مومنوں کی جماعت ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت اپنے ایمان سے متزلزل نہیں کر سکتی۔ ایک ننکانہ تم نے جلایا ہے پاکستان کی ساری احمدی بستیاں شوق کے ساتھ خدا کی راہ میں جلنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔تم آؤ اور آزمائش کر کے دیکھ لو۔ چنانچہ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے اوپر میری جو توقعات تھیں اور کہا جاتا ہے مان تھا۔ مجھے یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت دنیا کی کسی مذہبی جماعت سے کبھی بھی پیچھے نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ اللہ نے اس ایمان اور اس یقین اور اس ارمان اور مان کو پورا کر دکھایا اور مجھے اس پر قرآن کریم کی وہ آیت یاد آئی کہ: فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب:۲۴) کہ محمد مصطفی ﷺ کے غلام ایسے عظیم الشان ہیں کہ کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنی شہادتوں کی آرزوؤں کو پورا کر دکھایا ہے اور باقی ڈرے نہیں بلکہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کب ان کی تمنائیں بھی پوری ہوں۔

پس وہ جماعت جو خدا کی راہ میں قربانیوں کی آرزوئیں اور امنگیں لئے بیٹھی ہو دنیا کی کوئی شیطانی طاقت اس جماعت کو ناکام نہیں کر سکتی۔ جہاں تک پولیس کارروائی کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ سارا ظلم پاکستان کی پنجاب کی پولیس نے کروایا ہے اور اس وقت وہاں جو آئی جی پولیس ہیں پنجاب میں یہ وہی ہیں جن کی زیر نگرانی ۱۹۷۴ء میں سرگودھا میں احمدیوں کے گھر جلائے گئے تھے اور یہی آج کل آئی جی ہیں۔اس لئے دماغ بھی وہی ہے، سازشیں بھی وہی ہیں کارستانیاں بھی وہی ہیں۔ **لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا خدا بھی وہی خدا ہے جس نے ہمیشہ ذلیل دشمنوں کو ناکام اور رسوا اور ذلیل کر کے دکھایا ہے اور کبھی بھی خدا کی جماعتیں ان شیطانوں کے مقابل پر شکست نہیں کھاتیں نہ اب ایسا واقعہ ہو گا** اس لئے جہاں تک جماعت کی ہمت اور جماعت کے حوصلے کا تعلق ہے وہ خدا کے فضل سے نہ سرنگوں ہوا ہے نہ آئندہ کبھی سرنگوں ہو گا۔

سارے ضلع کی انتظامیہ اس خبیثانہ اور ظالمانہ فعل میں پوری طرح ملوث اور ذمہ دار ہے اور خدا کے حضور جوابدہ ہے۔اس دنیا میں کوئی ان کی جواب طلبی کرنے والا اگر نہیں پیدا ہوا تو دنیا کو پیدا کرنے والا خدا یقیناً ان کی جواب طلبی کرے گا۔

ان میں سرفہرست DC گجرات ہے جس کا نام رانا شوکت علی ہے اور پھر (SP) سپرنٹنڈنٹ پولیس گجرات ہے جس کا نام شمیم احمد ہے اور AC کھاریاں جس کا نام قاضی جاوید لودھی

ہے۔ قاضی جاوید لودھی کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا کہ عملاً کس حد تک اس نے حصہ لیا لیکن ڈپٹی کمشنر اور SP کسی طرح بھی اس معاملے میں بری الذمہ قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ اس کارروائی کے بعد پولیس نے جو عمل کیا ہے وہ یہ ہے کہ غیر احمدی شریروں اور حملہ آوروں میں سے ایک شخص کو بھی قید نہیں کیا گیا اس کے مقابل پر کثرت کے ساتھ احمدیوں کو حراست میں لیا گیا جس میں سے تیرہ یا چودہ ابھی تک ان کی زیر حراست ہیں اور غالباً ان کی نیت ان کے خلاف مقدمہ بنانے کی ہے۔

میں نے جو قرآن کریم کی آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان کا ان حالات پر بہت گہرا اطلاق ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سورۃ بروج میں فرماتا ہے کہ بعض ایسے بدبخت لوگ تھے جنہوں نے مومنوں کو آگ میں جلانے کی کوشش شروع کی اور اور آگ کی کھائیاں بنائیں اور پھر کھڑے ہو کر ان کا تماشا دیکھتے رہے۔ مومنوں کا جرم اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ انہوں نے خدا کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے نام پر پکارنے والے کے اوپر ایمان لے آئے اس کے نتیجے میں جو ظلم ان پر برپا ہوا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قرآن کریم میں کہ ہم اس کو خوب اچھی طرح دیکھ رہے ہیں۔

ایک طرف لفظ شہید ان لوگوں پر اطلاق پاتا ہے جنہوں نے آگیں لگائیں اور تماشہ دیکھنے کے لئے بیٹھے۔ دوسری طرف خدا فرماتا ہے کہ میں بھی شہید تھا میں بھی دیکھ رہا تھا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم اس ظلم سے باز نہ آئے اور اس ظلم کو دہراتے رہے تو خدا تعالیٰ بھی بہتر جانتا ہے کہ کس طرح اپنے عذاب کو دہرائے اور پے در پے تمہیں آگ کے عذاب میں مبتلا کرے۔ یہ اس سورۃ کا مضمون ہے اس کی تفصیل مزید کچھ آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں مگر یہ ترجمہ ہو جائے گا تو پھر بیان کروں گا۔ شہادت کے لفظ سے استعمال کا جو میں نے ذکر کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ قرآن کریم فرماتا ہے: وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ کہ وہ جو مومنوں سے کارروائی کر رہے تھے آگیں لگانے کی وہ خوب اچھی طرح دیکھ رہے تھے اور شہود کا مطلب ہے اپنے سامنے ایک ظلم کر کے پھر اس کا تماشہ دیکھنا۔ اس کے مقابل پر یہ آیت یہاں ختم ہوتی ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ وہ تو صرف اپنی لگائی ہوئی آگوں کا تماشہ دیکھ رہے تھے مگر خدا ہر چیز پر شاہد ہے۔ اس کے سامنے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں یعنی تمہاری سازشیں ان کا پس منظر کون کون ذمہ دار ہے، کون کون شامل ہے، کون کون سزا کا مستحق ہے اور کون کون کتنی سزا کا مستحق ہے یہ

ساری باتیں خدا تعالیٰ کے علم میں ہیں مگر تمہارے علم میں نہیں ہیں۔

جہاں تک حکومت کے ملوث ہونے کا تعلق ہے اس میں تو ایک ذرہ بھی شک نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کون سی حکومت ملوث ہے مرکزی حکومت یا پنجاب کی حکومت، دونوں کے ملوث ہونے کے امکانات کو ہم بعید از قیاس قرار نہیں دے سکتے۔ دونوں امکانات معقول اور موجود ہیں۔ جہاں تک حکومتوں کی پارٹیوں کا تعلق ہے یہ دونوں اس سے پہلے جماعت احمدیہ سے اپنے اپنے وقت میں مظالم کر چکی ہیں۔ اس لئے جو بھی ان میں سے مظالم دہرائے گا وہ قرآن کریم کی اس آیت کے نیچے آئے گا کہ اگر تم باز نہ آئے اور اپنے ظلم کو دہرایا تو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس طرح تمہیں بھی دہرا آگ کا عذاب دے۔

ایک پارٹی جو پنجاب پر مسلط ہے وہ مسلم لیگ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سب سے پہلے منظّم طور پر حکومتی سطح پر اگر کسی سیاسی پارٹی نے جماعت احمدیہ پر مظالم ڈھائے ہیں تو وہ پنجاب کی مسلم لیگ کی حکومت تھی یعنی دولتانہ کی سربراہی میں ۱۹۵۳ء میں جو نہایت ہی ہولناک Anti Ahmadiyya agitation ہوئی یعنی جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات ہوئے ان کی کلیۃً مکمل ذمہ داری پنجاب کی مسلم لیگ کی حکومت پر عائد ہوتی ہے اور وہ فیصلہ میرا یا آپ کا فیصلہ نہیں بلکہ منیر انکوائری رپورٹ جو پاکستان کے چیف جسٹس اور ایک اور سپریم کورٹ کے جسٹس نے مل کر انکوائری کی تھی اور بعد میں رپورٹ شائع کی ان کی اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ذمہ داری حقیقت میں پنجاب مسلم لیگ کی حکومت پر عائد ہوتی ہے جس کے سربراہ دولتانہ تھے۔

جہاں تک پیپلز پارٹی کا تعلق ہے ۱۹۷۴ء کے جو فسادات ہوئے اس کے متعلق ساری دنیا کو معلوم ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت اس میں ملوث تھی اور پیپلز پارٹی کی حکومت کی شہ پر وہ فسادات ہوئے اور اس لئے یہ دونوں پارٹیاں جو امکاناً ذمہ دار ہو سکتی ہیں پہلے بھی ذمہ دار ہو چکی ہیں۔ پہلے بھی جماعت احمدیہ کے خلاف مظالم میں یقینی طور پر ملوث ہو چکی ہیں۔

پس قرآن کریم کی اس آیت کا اطلاق حیرت انگیز طور پر ان حالات پر ہوتا ہے۔ آگ کے عذاب کا دہرایا جانا اور حکومتوں کی سطح پر مخالفت کا منظّم ہونا اور منصوبے بنائے جانا اور ایسی حکومتوں کا اس وقت صوبے میں یا مرکز میں مسلط ہونا جو اس سے پہلے یقینی طور پر جماعت احمدیہ کے خلاف

فسادات میں ملوث ہو چکی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ دونوں میں سے وہ کون ہے جو اس کا ذمہ دار ہے۔ بظاہر تو پنجاب معلوم ہوتا ہے کیونکہ پنجاب کی انتظامیہ کی تفاصیل میں مرکز دخل نہیں دیا کرتا اور چونکہ پنجاب اور مرکز کی آپس میں دشمنی بڑی نمایاں ہو چکی ہے اس لئے غالباً پنجاب کی حکومت یہ پسند نہیں کرتی یا نہیں کرے گی کہ مرکز براہ راست ان کے اضلاع میں دخل دے۔

اس پہلو سے جو غالب احتمال ہے کہ یہ ذمہ داری پنجاب کی ہے لیکن ایک اور پہلو سے بھی مرکز کو بھی کلیۃً بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ جو آئی جی پولیس پنجاب میں مقرر ہے یہ مرکز کا نمائندہ ہے۔ مرکز نے اس کو اپنی پسند کے مطابق مقرر کیا ہے اور یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ پولیس انتہائی بہیمانہ کارروائی کرے اور شہریوں کے حقوق بچانے کی بجائے اپنی نگرانی میں ان کو نہتا کر کے ان کے گھر جلوائے اور آئی جی پولیس کو اس کی کوئی خبر نہ ہو اور آئی جی پولیس اس میں بالکل بے عمل اور بے دخل ہو۔

اس وجہ سے امر واقعہ یہ ہے کہ دونوں پر ذمہ داری پڑنے کے امکانات برابر ہیں یا کم و بیش دونوں کے امکانات موجود ہیں۔ خواہ پنجاب کے امکانات نسبتاً زیادہ ہوں۔ اس لئے ہماری آخری بات یہی ہے کہ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ اللہ ہی ہے جو بہتر جانتا ہے کہ کون کس حد تک اس سفاکی اور اس ظلم کا مرتکب ہے اور اس میں ملوث ہے اور کس حد تک خدا کے عذاب کا سزاوار ہے۔

جہاں تک مولویوں کی ذمہ داری کا تعلق ہے وہ تو ظاہر ہے۔ ملاں جب بگڑ جائے تو شرارت میں حد سے بڑھ جایا کرتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے آئندہ زمانے کے حالات کی جو پیشگوئیاں فرمائیں ان میں سب سے خطرناک پیش گوئی یہ تھی کہ اس زمانے کا مولوی آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوگا۔ **شر من تحت ادیم السماء** (مشکوۃ کتاب العلم والفضل صفحہ نمبر: ۳۸) کا مطلب ہے بدترین مخلوق یا شریر ترین مخلوق۔ اس کے شر سے دنیا میں کوئی بچ نہیں سکے گے۔ اس لئے جو مقدر ملاں کا ہے وہ تو ہے ہی لیکن ملاں تنہا کافی نہیں ہے۔ ملاں ایک ایسی قوم ہے جو بنیادی طور پر بزدل ہے اور بیچارے معصوم سادہ لوح عوام الناس کو بھڑکا کر ہمیشہ خطروں میں دھکیل دینے والی قوم ہے اور خود پیچھے رہتی ہے۔ اسی طرح ملاں کا کردار عام معروف اور معلوم ہے کہ جب تک حکومت کی یا کسی طاقت کی سرپرستی نہ حاصل ہو، جب تک کسی جگہ سے کوئی پیسہ نہ ملتا ہو اس وقت تک یہ عملاً بیکار اور بے

اثر ہوتے ہیں۔ اس لئے ملاں کا ملوث ہونا وہ اپنی جگہ درست ہے لیکن تنہا ملاں کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا جب تک اس کے پیچھے کوئی شریر طاقتور لوگ نہ ہوں

مولوی کو تو ہم اچھی طرح جانتے ہیں ان کے ساتھ بارہا نبٹے ہوئے ہیں۔ ان میں نہ اخلاقی قوت ہے نہ کوئی انسانی قدریں ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تنہا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ سوائے شرارت کے، سوائے گالیاں دینے کے، سوائے گند اچھالنے کے، سوائے معصوم عوام الناس مسلمانوں کو دھوکا دے کر مشتعل کرنے اور آگ میں دھکیلنے کے ان کا کوئی کام نہیں ہے۔

حالت یہ ہے کہ ۱۹۷۴ء میں ایک دفعہ نہیں بارہا یہ واقعہ ہوا کہ مولویوں نے جب عوام الناس کو بھڑکا کر جلوس نکال کر بعض دیہات پر حملہ کرنے کے لئے ان کو آمادہ کیا اور جلوس جب احمدی گاؤں پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو کسی ایک کو خیال آیا کہ مولوی صاحب کیوں پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مولوی کو پکڑ کر آگے لانے کی کوشش کی۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ میں تو بندوق چلانا ہی نہیں جانتا مجھے پیچھے رہنے دو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم ابھی تمہیں سکھا دیتے ہیں کوئی بات ہی نہیں۔ تم جو ہمیں گھسیٹ کر لائے ہوئے گھروں سے شہادت کے شوق میں تو آپ کیوں شہادت سے پیچھے رہ رہے ہو چلو آگے بڑھو اور قافلے کو لیڈ کرو قیادت کرو اس قافلے کی۔ مولوی تھرتھر کانپنے لگ گیا۔ ہاتھ جوڑ دیئے کہ بابا مجھے پیچھے رہنے دو میں اس کے بغیر ہی اچھا ہوں۔ چنانچہ سارا وہ جو جلوس تھا یہ واپس چلا گیا اپنے گاؤں کو۔ لعنتیں ڈالتا ہوا مولوی پر کہ عجیب انسان ہے جو شہادت کا شوق دلا کر ہمیں گھروں سے نکال کے لایا ہے اور اب جب کے موقع ہے اس کے لئے شہید ہونے کا تو آپ پیچھے بھاگ گیا ہے۔ یہ واقعہ صرف پنجاب میں نہیں ہوا بلکہ صوبہ سرحد میں بھی ہوا۔ مردان کے علاقے میں بھی یہ واقعات رونما ہوئے۔

پس ہم جانتے ہیں ملاں کو جتنی بھی اس کی حیثیت اور جتنی طاقت اور جتنا ایمان اور جتنی اس کے اندر بہادری ہے۔ اگر حکومت دنیا کے سامنے یہ عذر پیش کرتی ہے کہ مولوی بڑا خطرناک ہے اس کے سامنے ہماری پیش نہیں جاتی ہم مجبور ہیں، اگر حکومت اس عذر میں سچی تو ہمیں الگ کر دے اور مولویوں کو الگ چھوڑ دے اور یہ حیثیانہ فعل چھوڑ دے کے حکومت کے امن برقرار رکھنے والے ادارے احمدیوں کے دشمن کے ساتھ شامل ہو کر حکومت کی طاقت کو احمدیوں کے خلاف استعمال

کرے۔ پولیس ہٹ جائے اور پھر دیکھے کے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کس شان کے ساتھ اپنا دفاع کرتی ہے اور کس شان کے ساتھ اپنے شوق شہادت کو پورا کرتی ہے اور پھر آپ دیکھیں گے کہ مولوی کہیں کسی میدان میں آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔

جب بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا کو پاکستان کے حالات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ کس طرح حکومت براہ راست مظالم میں ملوث ہے ہمیشہ حکومت یہ بہانہ بناتی ہے کہ ہمارے مولوی بڑے خطرناک ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں ان کو ٹھنڈا کرنے کی مگر وہ ہمارے قابو نہیں آتے اس لئے ہمیں وقت دیں ہم کچھ نہ کچھ ٹھیک کریں گے۔ یہ سب جھوٹ ہے، سب بہانے ہیں ان میں ایک ذرہ بھی حقیقت نہیں ہے۔

مولوی کی حیثیت کیا ہے وہاں۔ ایک تھانے دار سارے ضلع کے مولویوں کو لگامیں دینے کے لئے کافی ہے۔ ایک ڈپٹی کمشنر اگر یہ فیصلہ کرلے کہ کسی مولوی کو خباثت کی اجازت نہیں ہوگی تو مجال نہیں کسی مولوی کی کہ وہ زبان کھولے۔ اس کے برعکس دن رات مولویوں کو کھلے جلسوں میں احمدیوں کے قتل کے فتوے دینے کی کھلی چھٹی ہے۔ دن رات بکواس کرنے کی اجازت ہے۔ جب ڈپٹی کمشنر یا دوسری انتظامیہ کو توجہ دلائی جاتی ہے تو وہ بات سننے کے باوجود ایک ذرہ بھی کارروائی نہیں کرتے۔

پس جس ملک میں ملاں کو یہ چھٹی ہو کہ دن رات اس ملک کے شہریوں کے حقوق کے خلاف عوام الناس میں اشتعال پیدا کرتا رہے اور گند بکتا رہے اور گالیاں دیتا رہے اور اکساتا رہے اور یہاں تک کہے کہ اگر تم کسی احمدی کو قتل کرو گے، اس کے گھروں کو آگ لگاؤ گے، احمدی کی عزت لوٹو گے تو تم سیدھا جنت میں جاؤ گے مرنے کے بعد اور آنحضرت ﷺ **نعوذ باللہ من ذالک** اس خبیثانہ کارروائی کو سراہتے ہوئے تمہارا استقبال کریں گے۔

جہاں ایسی جہالت اور ایسی خباثت ہو رہی ہو اور حکومت ٹس سے مس نہ ہو وہاں حکومت کا یہ عذر کہ مولوی جب حملہ کر دیتے ہیں اشتعال ہو جاتا ہے تو ہم کچھ نہیں کر سکتے بالکل جھوٹ ہے اگر حکومت چاہے تو ایک دن میں ان کو دبا سکتی ہے۔ ان کا نام و نشان باقی نہیں رہ سکتا اس ملک میں جہاں حکومت یہ فیصلہ کرے کہ ان کو ملک کے شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی

جائے گی۔

اس لئے میرے نزدیک تو یقیناً تمام حکومت ذمہ دار اور جوابدہ ہے اور آئندہ وقت آپ کو بتائے گا اور خدا کی تقدیر آپ کو بتائے گی کہ کس حد تک خدا کے نزدیک کون جوابدہ تھا اور کون سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ پاکستان کو نصیحت کرنے کا تعلق ہے میری نصیحت یہی ہے کہ صبر سے کام لیتے چلے جائیں، دعائیں کرتے رہیں، اللہ پر توکل رکھیں وہ کبھی آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ اس نے کبھی صبر کرنے والوں کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر دشمن حکومت کی شہ پر یا کسی اور برتے پر آپ کے گھروں پر حملہ کرتا ہے آپ کے بچوں اور عورتوں کی جانوں سے سے کھیلنے کی کوشش کرتا ہے تو آپ کو مکمل دفاع کی اجازت ہے اور آپ دیکھیں گے کہ کمزور ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کی حفاظت کے سامان پیدا فرمائے گا اور اس راہ میں اگر آپ کو قربانیاں دینی پڑیں گی تو ہر قربانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو عظیم الشان فتوحات عطا فرمائے گا اور اس دنیا میں بھی اجر عطا کرے گا اور دوسری دنیا میں بھی اجر عطا کرے گا۔ احمدی شہداء کا خون ضائع ہونے والا نہیں ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے کا ظالموں سے حساب لیا جائے گا اور اس کا ایک ایک قطرہ جماعت احمدیہ کے لئے نئی بہاریں لے کر آئے گا اور نئے چمن کھلائے گا اور نئی بستیوں کی آبیاری کرے گا اور تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کے نشوونما کے لئے یہ قطرہ باران رحمت کے قطروں سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔

اس شہادتوں کا جواب ہوئی ہیں اور ان واقعات کا مجھے کوئی شبہ نہیں کہ حضرت صاحبزادہ عبدالطیف صاحبؓ شہید کی شہادت سے ایک گہرا تعلق ہے اور بہت سے امور اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ اتفاقی نہیں ہے۔ اس لئے افغانستان کے سو سال جس عذاب میں گزرے ہیں اس شہادت کے بعد اس سے پاکستان کو سبق لینا چاہئے۔ اگر پاکستان نے اس بات سے سبق نہ لیا تو جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس کی ترقی کو کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں سکتی۔ جب سے پاکستان نے مخالفت شروع کی ہوئی ہے جماعت اگر چل رہی تھی تو تیزی سے دوڑ رہی ہے، اگر دوڑ رہی تھی تو اڑتی چلی جارہی ہے۔ کوئی دنیا کا ایسا ملک نہیں جہاں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے

پہلے سے بیسیوں گنا زیادہ تیز رفتار کے ساتھ آگے نہیں بڑھ رہی ۔ **اس لئے جماعت کی تقدیر تو آسمان پر لکھی ہوئی ہے ۔ تمہارے ذلیل اور رسوا ہاتھ آسمان پر لکھی ہوئی تقدیر کو مٹا نہیں سکتے ۔ تمہاری رسوائی کی تقدیر اس زمین پر بھی لکھی جائے گی اور اگر تم اپنے ظلم اور سفا کی سے باز نہ آئے تو تمہیں خدا کی تقدیر عبرت کا نشان بنا دے گی** اور تم ماضی کا حصہ بن جاؤ گے، مستقبل میں آگے بڑھنے والی قوموں میں شمار نہیں کئے جاؤ گے۔

ایک بات میں بیان کرنی بھول گیا تھا وہ جو تین احمدی شہید ہوئے ہیں مکرم نذیر احمد صاحب ساقی ، مکرم محمد رفیق صاحب ولد مولوی خان محمد صاحب اور عزیزہ نبیلہ بنت مکرم مشتاق احمد صاحب ان کی نماز جنازہ غائب ابھی مسجد میں عصر کی نماز کے معاً بعد ہوگی اور اسی طرح حاجی ڈینیل مورا یوسف صاحب جو سبا ملائیشیا سے تعلق رکھتے تھے وہ بھی یہاں آنے کے بعد میری ملاقات سے پہلے ہی اچانک تقدیر الٰہی کے مطابق وفات پا گئے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے ان کی نماز جنازہ غائب بھی شہداء کے ساتھ ہی پڑھوں گا ۔ علاوہ ازیں کچھ اور نام بھی ہیں جو درخواستیں آئیں ہوئی تھیں بعض صدر انجمن احمدیہ نے سفارش کر کے بھیجی ہیں ان کے نام میں پڑھ دیتا ہوں ان کی بھی نماز جنازہ غائب ہوگی۔

مکرمہ اہلیہ صاحبہ سیٹھی احسان الحق صاحب لاہور
مکرم حکیم عبدالعزیز صاحب ساکن چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ
مکرمہ اہلیہ صاحبہ فضل الرحمان صاحب بسمل ربوہ
اور مکرم چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر جماعت ضلع راولپنڈی۔